

## حسین مقتل میں تنہا ہے علی شیرِ خدا او

حسین مقتل میں تنہا ہے علی شیرِ خدا او  
 حشر کربل میں برپا ہے علی شیرِ خدا او  
 ہزارو خون کے پیاسے ہیں ٹوٹے ایک بیکس پر  
 پسر غربت میں لٹتا ہے علی شیرِ خدا او  
 کوئی نیزہ لگاتا ہے کوئی پتھر لگاتا ہے  
 لہو سر سے بھی بہتا ہے علی شیرِ خدا او  
 ابھی لاشہ اٹھایا ہیں ابھی تربت بنائی ہیں  
 کمر تھامے ترپتا ہے علی شیرِ خدا او  
 اوتارے کون گھوڑے سے کوئی خادم نریا ورھے  
 فرش پر اب اترتا ہے علی شیرِ خدا او  
 بہتر داغ ہے دل پر بدن تیرو سے چھلنی ہے  
 لعین ٹھوکر لگاتا ہے علی شیرِ خدا او

نبی نے رال چوسی دوش پر جسکو بیٹھاتے تھے  
 وہ زخمی ہیں پیاسا ہے علی شیرِ خدا او  
 درِ خیمے پہ زینب کی صداؤ سے قیامت ہے  
 میرا بھائی اکیلا ہے علی شیرِ خدا او  
 شمر سینے پہ بیٹھا ہے رگھڑتا ہے چھری بوٹھی  
 زمیں جلتی پہ سویا ہے علی شیرِ خدا او  
 جیسے لھلایا زہراء نے کھیلائی روٹی ہاتھو سے  
 تھے خنجر تڑپتا ہے علی شیرِ خدا او  
 روانہ خنجر ہے گردن پر جدا ہوتا ہے سرتن سے  
 شہادۃ کا یہ لمحہ ہے علی شیرِ خدا او  
 محمد شبہ کی خدمت کے لیئے ہر دم **جمالی** رہ  
 تمہیں مولیٰ پکارا ہے علی شیرِ خدا او  
 سدا برہان دین ماتم کرائیں ابنِ حیدر کا  
 یہ ورد لب ہمارا ہے علی شیرِ خدا او

